

## 9055- بعض علماء کی یاد میں جشن منانا

سوال

کسی عالم دین کی وفات کا سوالہ یا چالیس سالہ جشن منانے کا حکم کیا ہے؟

پسندیدہ جواب

بعض اسلامی معاشروں میں کچھ بدعات اور نئے امور ظاہر ہوئے ہیں جن میں بعض فوت شدگان یاد پر جشن منانے جاتے ہیں خاص کر علماء کرام کی وفات کے سوال یا چالیس برس جسے سلوویا گولڈن جوبی کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ جشن اشخاص کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں : اس لیے اگر کوئی عام شخص ہو یا اہل علم کی طرف مسوب ہوتا ہو چاہے وہ جاہل ہی ہوں تو اس کی موت کے چالیس یوم بعد اس کے اہل و عیال فوت شدہ کی یاد میں جشن منانے ہیں جسے وہ چالیسوائ کا نام دیتے ہیں۔

اس اجتماع میں لوگ مخصوص خیموں یا پھر متوفی کے گھر میں جمع ہو کر قرآن خوانی کرتے ہیں اور شادی کی طرح دعوت اور کھانا تیار کیا جاتا ہے، اور اس جگہ چراغاں کیا جاتا ہے اور اس میں بے دریغ خرچ کرتے ہیں، اس سب میں ان کی غرض دکھلاو اور بربادی اور مقابلہ بازی ہوتی ہے، اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں، کیونکہ اس میں میت کے مال کا ضایع ہوتا ہے اور کسی صحیح غرض میں خرچ نہیں ہوتا۔

اور نہ ہی ایسا کرنے سے میت کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے، بلکہ اہل میت کو خسارہ اور نقصان ہوتا ہے، یہ تو اس صورت میں ہے جب ورثاء میں کوئی قاصر ہو تو پھر کیا حال ہو گا!!! اور بعض اوقات تو اس کے لیے تکلف سے کام لیتے ہوئے قرض بھی لینا پڑے تو بے دریغ سود پر قرض حاصل کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے غصب و نمار اُنگی سے محفوظ رکھے۔

دیکھیں : الاباع (228)۔

ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور سنت تھی کہ آپ اہل میت سے تعزیت کرتے، لیکن آپ کا یہ طریقہ نہیں تھا کہ اس تعزیت کے لیے جمع ہوں اور قرآن خوانی کریں، نہ تو قبر کے پاس اور نہ ہی کمیں دوسرا جگہ، یہ سب بدعت اور نتیٰ سمجھا دا اور مکروہ ہے" اہ

دیکھیں : زاد المعاو (1/527)۔

اور علی محفوظ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"آج کل لوگ تعزیت کے لیے آنے والوں کے لیے جو کھانا تیار کرتے ہیں، اور جو ماتم و سوگ کی راتوں میں اخراجات کیے جاتے ہیں مثلاً چالیسوائ وغیرہ کے موقع پر تو یہ سب بدعات مذمومہ ہیں، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور سنت کے مخالف ہیں، اور سلفت کی راہ کے بھی مخالف ہے" اہ

الابداع (230).

یہ بخش دین میں نئی مسجد و بدعت ہے، نہ تو اس کا ثبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے اور نہ ہی صحابہ کرام اور سلف صاحبین سے، اور اس میں سنت طریقہ یہ ہے کہ اہل میت کے لیے کھانا تیار کر کے انہیں بھجو جائے، نہ کہ وہ خود لوگوں کے لیے کھانا تیار کریں اور لوگوں کو کھانے کی دعوت دیں۔

جب حضر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کی خبر آئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو، کیونکہ انہیں وہ مصیبت آئی ہے جس نے انہیں مشغول کر دیا ہے"

مسند احمد (205/1) سنن ابو داؤد کتاب الجناز (3/497) حدیث نمبر (3132) سنن ترمذی ابواب الجناز (2/234) حدیث نمبر (1003) اور اسے حسن کہا ہے، سنن ابن ماجہ کتاب الجناز (1/514) حدیث نمبر (1610) مستدرک الحاکم کتاب الجناز (1/372) اور اسے صحیح الاستاذ قرار دیا ہے لیکن بخاری و مسلم نے اسے روایت نہیں کیا اور امام ذہبی نے التغییب میں اس کی موافقت کی ہے۔

اور جریر بن عبد اللہ الجبلی کہتے ہیں :

ہم اہل میت کے ہاں جمع ہونا اور کھانا تیار کرنے کو نوحہ اور ماتم شمار کرتے تھے اما

سنن ابن ماجہ کتاب الجناز (1/514) حدیث نمبر (1612)۔

بوصیری رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس کی سند صحیح ہے اور پہلے طریقہ کے روایت بخاری کی شرط پر ہیں، اور دوسرے طریقہ کے روایت مسلم کی شرط پر" اما

دیکھیں : زوائد ابن ماجہ (2/53)۔

لیکن اگر یہ علماء کی یاد میں دن منایا جائے یعنی اس کی تاریخ وفات کے ایک یا کئی معین بر س بعد خاص بخش ہو جس میں کئی سکالر حضرات کو لیکچر دینے یا پھر اس شخص کی سیرت اور شخصیت کے متعلق مقالہ لکھنے کا لامبا جانے اور اس کی تالیف کا منسج بیان کرنے کا لامبا جانے، اور یہ سب کچھ اس بخش میں بیان ہو، اور اس کی کتابیں چھپائیں یا اہم کتابیں طبع کی جائیں، اور انہیں مارکیٹ میں لایا جائے اور تقسیم ہو تاکہ ان کی یاد تازہ ہو اور ان علماء کے علم اور کوشش کو واضح کیا جائے کہ انہوں نے کس طرح علم کی خدمت کی۔

اور اگر یہ بخش بادشاہ اور حکمران یا سردار کا اس مناسبت سے بخش اور دن منایا جائے کہ ان کی حکمرانی کا دور کیسا تھا، اور اس مناسبت سے کتاب بھی شائع کی جائے۔

اور کچھ لوگ اس موقع پر اس شخص کی قبر پر جا کر پھول چڑھائیں اور اس کی روح کے لیے فاتحہ پڑھیں اور قرآن خوانی کریں یہ سب بدعاۃ میں اور اللہ نے اس کی کوئی دلیل نہیں اتنا تاری۔

ان لوگوں کی سیرت اور علمی کتابیں نشر کرنے اور اس کے تالیفی منسج کی طباعت میں کوئی حرج نہیں، بلکہ اگر وہ اس کا مستحق ہے تو یہ ضرور کیا جائے، لیکن اس کے لیے کوئی خاص وقت اور مدّت مخصوص نہ کی جائے، اور نہ ہی اس کے لیے کوئی بخش منایا جائے اور نمائش کا اہتمام نہ ہو، اور اسی طرح حکمران و بادشاہ کا بھی۔

بعض فوٹ شد گان مثلاً علماء اور حکمرانوں اور بعض عام افراد کی موت کی یاد اور دن منانا بدعت ہے اور یہی اس کی مذمت کے لیے کافی ہے۔

کیونکہ بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ کوئی عالم نہیں، اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے کسی دوسرے کا طریقہ افضل ہو سکتا ہے، اور نہ ہی آپ کے مقام و شرف سے زیادہ کسی کا مقام و مرتبہ اور شرف ہو سکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الحلقن ہیں۔

لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام نے آپ کی یاد میں کوئی دن نہیں منایا، حالانکہ صحابہ کرام کی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی طرح کوئی اور محبت کر جی نہیں سکتا، اور نہ ہی تابعین و سلف صالح رحمۃ اللہ علیم کی طرح، اگر یہ خیر و ہمت ہوتا تو یہ لوگ اس میں ہم سے سبقت لے جاتے۔

اس لیے علماء کرام کی عزت و توقیر اور قدراں کی یاد میں دن منانے میں نہیں، بلکہ ان کے علم اور کتابوں سے استفادہ کرنے اور اسے نشر و اشاعت اور مطالعہ کرنے اور اس کی شرح وغیرہ میں ہے۔

یہ تو اس صورت میں ہے جب وہ اپنے سلفی اور صحیح و سلیم منج کی بنابر اس کے مستحق ہوں، اور ان کا منج گمراہ فرقوں یا یورپی تہذیب سے متاثر نہ ہو۔

سلف صالحین اور ان کے بعد والے علماء کی یاد اور ان کی روایات محفوظ ہیں، اور انہوں نے لوگوں کے لیے جو علم ظاہر کیا وہ موجود ہے، عالم تو اس دنیافی کے سے فوت ہو جاتا ہے لیکن اس کا علم باقی رہتا ہے اور لوگوں نسل در نسل تقلیل ہوتا رہتا ہے۔

لوگوں نے جوان کے علم سے فضیل استفادہ کیا ہے اس کی بنابر وہ ان کے لیے رحم کی دعا کرتے ہیں، اور ان کے لیے اجر و ثواب کے طلبگار رہتے ہیں، یہ ان کی یاد کا سب سے زیادہ اغفار ہے۔

لیکن ان کی یاد میں دن منانا اور ان کی باقیات و آثار سے تبرک حاصل کرنا اور ان کی قبروں کا طواف کرنا یہ سب بدعاات و منحرات میں شامل ہوتا ہے، بلکہ بعض تو نہود بالله شرک کی حد تک ہمچ جاتی ہیں۔

اور اگر یہ علماء کرام (جن کی یاد میں دن منایا جاتا ہے اور تبرک حاصل کیا جاتا ہے) زندہ ہوں تو ایسے کام کرنے والوں کو اس سے روکیں۔

لیکن بعض لوگوں کو شیطان نے دھوکہ میں ڈال کر گمراہ کر دیا ہے، وہ بدعاات کی دعوت دیتے ہوئے دنیا حاصل کرنے یا منصب حاصل کرنے کی کوشش میں ہیں، اس لیے وہ ایسی بدعاات میں جانکلے ہیں جس سے چھٹکارا حاصل کرنا مشکل ہے، صرف اسی صورت میں چھٹکارا حاصل ہو سکتا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس پلٹ آئیں اور اس پر عمل پیرا ہوں، اور علماء کے اجماع پر عمل کرتے ہوئے بدعاات کو ترک کر دیں جو بدآتہ شر ہیں، اور عظیم شر و برآئی کی طرف لے جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت نصیب فرمائے، ان لوگوں کی راہ جن پر اللہ نے انعام کیا صدیقوں اور نبیوں اور شہداء و صالحین کی راہ دکھائے، اور ہمارے اور جن لوگوں پر غصب نازل ہو اور گمراہ لوگوں کی راہ میں دوری پیدا فرمائے یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔